2۔ نادان دوست

ذیل کی تصویر دیکھیے۔

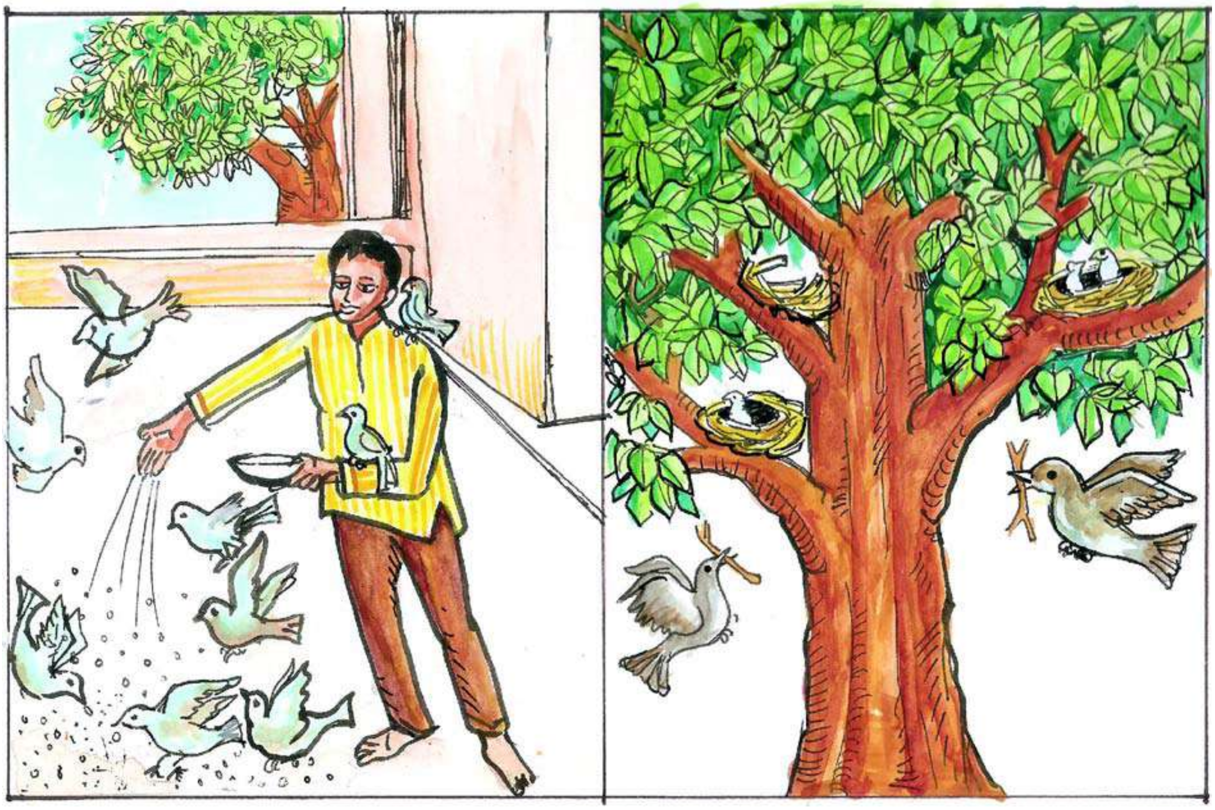

سوالات:

1۔ تصویر میں پرندے کہاں بیٹھے ہوئے ہیں؟

2۔ پرندے اپنے گھونسلے کس طرح تیار کرتے ہیں؟

3۔ ہم پرندوں کی کس طرح مدد کر سکتے ہیں؟

مقصد

اس سبق کا مقصد بچوں کو نادانی سے محفوظ رکھتے ہوئے باشعور بنانا اور مختلف جانداروں کی الگ الگ ضرورتوں سے واقف کروانا اور پرندوں اور جانوروں کے تئیں صلہ رحمی پیدا کرنا ہے۔

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔

صنف کا تعارف

وہ قصہ جسے ایک نشست میں پڑھ لیا جائے اس کو افسانہ کہا جاتا ہے۔ افسانہ لفظ فسوں سے نکلا ہے جس کے معنی جادو یا جھوٹ کے ہیں۔ اس کے باوجود سماجی اور معاشرتی واقعات کو افسانے میں پیش کیا جاتا ہے۔

سبق کی تفصیلات

اس سبق کا تعلق نثری صنف ''افسانہ'' سے ہے جس کے مصنف منشی پریم چند ہیں۔ یہ افسانہ ان کے افسانوں کے مجموعے ''سوز وطن'' سے لیا گیا ہے۔ منشی پریم چند اردو کے بلند پایہ افسانہ نگار گزرے ہیں۔

طلبا کے لیے ہدایات

1۔ سبق کی تصاویر کا مشاہدہ کیجیے اور اس سے متعلق گفتگو کیجیے۔
2۔ پڑھائے گئے سبق کو توجہ سے سنیے اور تصاویر کے ذریعہ حاصل کی ہوئی معلومات کا کہانی سے تقابل کیجیے۔
3۔ سبق پڑھیے اور بتائیے کہ اب تک آپ کو معلوم نکات سبق میں موجود ہیں یا نہیں۔
4۔ سبق پڑھیے اور نامعلوم الفاظ کو خط کشید کیجیے۔
5۔ فرہنگ / لغت دیکھ کر یا اپنے استاد کی مدد سے نئے الفاظ کے معنی معلوم کیجیے۔

مضمون نگار کا تعارف

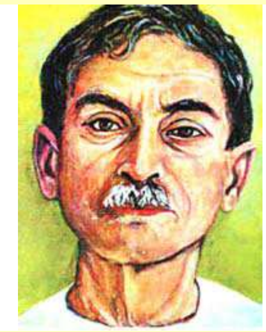

پریم چند کا اصلی نام دھنپت رائے ہے۔ وہ 13 / جولائی 1880ء کو بنارس کے ایک گاؤں ملہی میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد عجائب لال 'ڈاک خانہ میں کلرک تھے۔ 1897ء میں جب والد کا انتقال ہوا تو گھر کی ذمہ داریوں میں گھر گئے، بعد میں سرکاری مدرسی کا پیشہ اختیار کیا۔

پریم چند ترقی پسند تحریک کے حامی تھے۔ وہ اردو کے بلند پایہ افسانہ نگار اور ناول نگار مانے جاتے ہیں۔ ان کے افسانوں کا پہلا مجموعہ ''سوز وطن'' کے نام سے شائع ہوا۔ ان کے مشہور ناولوں میں ''گئودان'' اور افسانوں میں ''کفن'' کافی مشہور ہوئے۔ ان کا انتقال 18 / اکٹوبر 1936ء کو ہوا۔

۱

کیشو کے گھر میں ایک کارنس کے اوپر ایک چڑیا نے انڈے دیئے تھے۔ کیشو اور اس کی بہن شیاما دونوں بڑے غور سے چڑیا کو وہاں آتے جاتے دیکھا کرتے۔ سویرے دونوں آنکھیں ملتے کارنس کے سامنے پہنچ جاتے چڑا اور چڑیا دونوں کو وہاں بیٹھا پاتے۔ ان کو دیکھنے میں دونوں بچوں کو نہ معلوم کیا مزہ ملتا تھا۔ دودھ اور جلیبی کی سدھ بھی نہ رہتی تھی۔ دونوں کے دل میں طرح طرح کے سوال اٹھتے۔ ان میں سے بچے کس طرح نکل آئیں گے؟ بچوں کے پر کیسے نکلیں گے؟ گھونسلہ کیسا ہے؟ لیکن ان باتوں کا جواب دینے والا کوئی نہ تھا۔ نہ اماں کو گھر کے کام دھندوں سے فرصت تھی اور نہ بابو جی کو پڑھنے لکھنے سے، دونوں بچے آپس ہی میں سوال جواب کر کے اپنے دل کو تسلی دے لیا کرتے تھے۔ شیاما کہتی ''کیوں بھیّا بچے نکل کر پھر سے اڑ جائیں گے نا؟''

کیشو عالمانہ غرور سے کہتا: ''نہیں ری پگلی پہلے پر نکلیں گے بغیر پروں کے بچارے کیسے اڑیں گے؟''

شیاما: بچوں کو کیا کھلائے گی بچاری؟

کشیو اس پیچیدہ سوال کا جواب کچھ نہ دے سکتا تھا۔

اس طرح تین چار دن گزر گئے انہوں نے سوچا:۔

''اب ضرور بچے نکل آئے ہوں گے؟'' لیکن چڑیا بچاری دانہ کہاں پائے گی کہ بچوں کا پیٹ بھرے۔ غریب بچے بھوک کے مارے چوں چوں کر کے مر جائیں گے۔''

اس مصیبت کا اندازہ کر کے دونوں گھبرا اٹھے۔ دونوں نے فیصلہ کیا کہ کارنس پر تھوڑا سا دانہ رکھ دیا جائے۔ شیاما خوش ہو کر بولی ''تب تو چڑیوں کو چارے کے لئے کہیں اڑ کر نہیں جانا پڑے گا۔ ہے نا؟''

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔

کیشو نے کہا ''ہاں ہاں تب کیوں جائیں گے؟''

دونوں بچے بڑے شوق سے اپنے اپنے کاموں میں جٹ گئے۔ شیاما ماں کی آنکھ بچا کر مٹکے سے چاول نکال لائی۔ کیشو نے پتھر کی پیالی سے تیل چپکے سے زمین پر گرادیا اور اسے خوب صاف کر کے اس میں پانی بھرا۔

سوچیے۔بولیے :۔

1۔ چڑیا نے انڈے کہاں دیئے تھے؟

2۔ کیشو اور شیاما روزانہ کیا کرتے تھے؟

3۔ شیاما اپنے بھائی سے کیا سوالات کرتی تھی؟

4۔ دونوں بچے چڑیا کی کس مصیبت کے بارے میں سوچ رہے تھے؟

II

''گرمی کے دن تھے۔ بابو جی دفتر گئے ہوئے تھے۔ ماں دونوں بچوں کو کمرے میں سلا کر خود سو گئی تھی۔ لیکن بچوں کی آنکھوں میں آج نیند کہاں؟ ماں کو بہلانے کے لئے دونوں دم روکے آنکھیں بند کیے موقع کا انتظار کر رہے تھے۔ جوں ہی معلوم ہوا کہ ماں اچھی طرح سو گئی' دونوں چپکے سے اٹھے اور بہت آہستہ سے دروازے کی چٹخنی کھول کر باہر نکل آئے۔

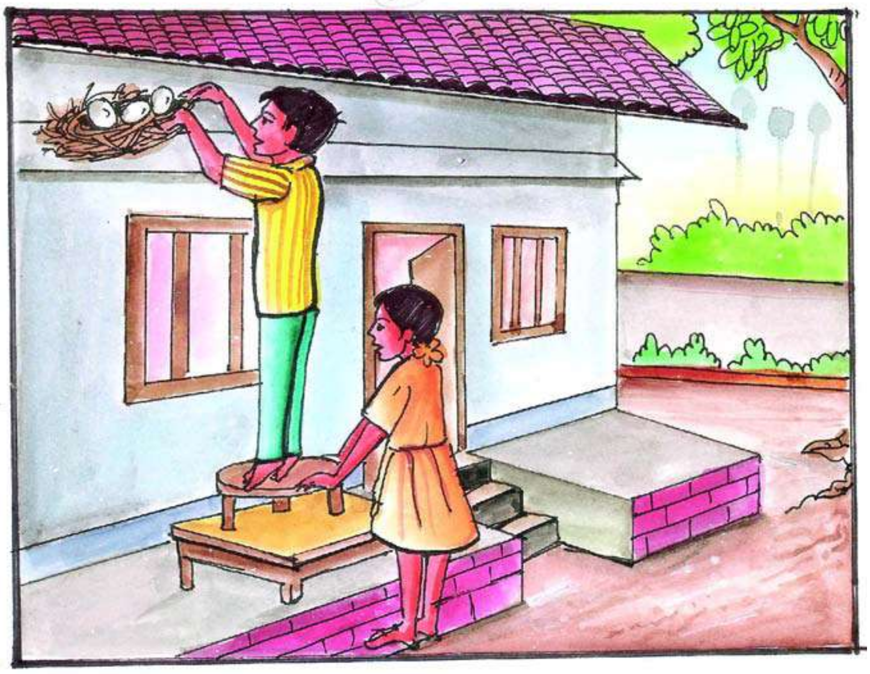

کیشو کمرے سے ایک اسٹول اٹھا لایا لیکن جب اس سے کام نہ چلا تو نہانے کی چوکی لا کر اسٹول کے نیچے رکھی اور ڈرتے ڈرتے اسٹول پر چڑھا۔

شیاما دونوں ہاتھوں سے اسٹول پکڑے ہوئے تھی۔ اسٹول، چاروں ٹانگیں برابر نہ ہونے کے باعث جس طرف زیادہ دباؤ پاتا تھا۔ ذرا سا ہل جاتا تھا۔ اس وقت کیشو کو کس قدر تکلیف برداشت کرنی پڑتی تھی۔ یہ اس کا دل جانتا تھا۔ دونوں ہاتھوں سے

کارنس پکڑ لیتا اور شیاما کو دبی آواز سے ڈانٹتا۔''اچھی طرح پکڑ ورنہ اتر کر بہت ماروں گا''۔مگر بچاری شیاما کا دل تو اوپر کارنس پر تھا۔بار بار اس کا دھیان ادھر چلا جاتا اور ہاتھ ڈھیلے پڑ جاتے۔کیشو نے جونہی کارنس پر ہاتھ رکھا دونوں چڑیاں اڑ گئیں۔کیشو نے دیکھا کارنس پر تھوڑے سے تنکے بچھے ہوئے ہیں اور اس پر تین انڈے پڑے ہیں۔جیسے گھونسلے اس نے درختوں پر دیکھے تھے۔

ایسا کوئی گھونسلہ نہیں ہے۔

شیاما نے نیچے سے پوچھا''کئے بچے ہیں بھیاّ؟''

کیشو: تین انڈے ہیں ابھی بچے نہیں نکلے''

شیاما: ذرا ہمیں دکھادو بھیاّ کتنے بڑے ہیں؟

کیشو: دکھادوں گا پہلے ذرا چیتھڑے لے آ۔ نیچے بچھادوں۔بچارے انڈے تنکوں پر پڑے ہیں۔

شیاما دوڑ کر اپنی پرانی دھوتی پھاڑ کر ایک ٹکڑا لائی۔کیشو نے جھک کر کپڑا لے لیا۔اس کے کئی تہہ کر کے اس نے ایک گدّی بنائی اور اسے تنکوں پر بچھا کر تینوں انڈے آہستہ سے اس پر رکھ دیئے۔

شیاما نے پھر کہا''ہم کو بھی دکھادو۔بھیاّ''

کیشو: دکھادوں گا۔پہلے ذرا دانہ اور پانی کی پیالی لے آ۔

میں اتر آؤں تو تجھے دکھادوں گا۔

شیاما پیالی اور چاول لائی۔

کیشو نے دونوں چیزیں گدی پر رکھ دیں اور آہستہ سے اتر آیا۔

شیاما نے گڑ گڑا کر کہا۔''اب ہم کو بھی چڑھادو۔بھیاّ''

کیشو: تو گر پڑے گی

شیاما: نہ گروں گی بھیاّ۔تم نیچے سے پکڑے رہنا''

کیشو: نہ بھیاّ کہاں تو گر پڑی تو اماں میری چٹنی بنا ڈالیں۔کہیں گی کہ تو نے ہی چڑھایا تھا۔کیا کرے گی دیکھ کر؟ اب انڈے بڑے آرام سے ہیں۔جب بچے نکلیں گے تو ان کو پالیں گے''۔

سوچیے ۔بولیے :۔

1۔ گرما کے دنوں میں عام طور پر دوپہر میں لوگ کیا کرتے ہیں؟

2۔ کیشو اور شیاما کی ماں کی مصروفیت کیا تھی؟

3۔ ماں کے سونے کے بعد بچوں نے کیا کیا؟

4۔ کیشو نے انڈوں کے لئے کس طرح کا انتظام کیا؟

III

دونوں پرندے بار بار کارنس پر آتے تھے اور بغیر بیٹھے ہی اڑ جاتے تھے۔کیشو نے سوچا ہم لوگوں کے ڈر سے یہ نہیں بیٹھتے۔ اسٹول اٹھا کر کمرے میں رکھ آیا۔چوکی جہاں کی تھی وہاں رکھ دی۔

شیاما نے آنکھوں میں آنسو بھر کر کہا ''تم نے مجھے نہیں دکھایا۔میں اماں سے کہہ دوں گی''۔

کیشو: اماں سے کہے گی تو بہت ماروں گا۔ کہے دیتا ہوں''

شیاما: تو تم نے مجھے دکھایا کیوں نہیں۔

کیشو: اور گر پڑتی تو چار سر نہ ہو جاتے؟

شیاما: ہو جاتے ہو جاتے۔دیکھ لینا۔میں کہہ دوں گی''

اتنے میں کوٹھری کا دروازہ کھلا اور ماں نے دھوپ سے آنکھوں کو بچاتے ہوئے کہا ''تم دونوں باہر کب نکل آئے؟ میں نے کہا نہ تھا کہ دوپہر کو نہ نکلنا؟ کس نے کِواڑ کھولا؟

ماں نے دونوں کو ڈانٹ ڈپٹ کر پھر کمرے میں بند کر دیا۔اور آپ آہستہ آہستہ انہیں پنکھا جھلنے لگی۔ابھی صرف دو بجے تھے۔ باہر تیز لو چل رہی تھی۔دونوں بچوں کو نیند آ گئی۔

چار بجے یکا یک شیاما کی نیند کھلی۔کواڑ کھلے ہوئے تھے۔وہ دوڑی ہوئی کارنس کے پاس آئی اور اوپر کی طرف تا کنے لگی۔اتفاقاً اس کی نگاہ نیچے گئی اور وہ الٹے پاؤں دوڑتی ہوئی کمرے میں جا کر زور سے بولی۔

''بھیاّ! انڈے تو نیچے پڑے ہیں۔بچے اڑ گئے!''

کیشو گھبرا کر اٹھا اور دوڑا ہوا باہر آیا۔کیا دیکھتا ہے کہ تینوں انڈے نیچے ٹوٹے پڑے ہیں اور ان سے کوئی چونے کی سی چیز باہر نکل آئی ہے! پانی کی پیالی بھی ایک طرف ٹوٹی پڑی ہے! اس کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔سہمی ہوئی آنکھوں سے زمین کی طرف دیکھنے لگا۔

سوچیے۔بولیے :۔

1۔ چڑا اور چڑیا کیا کر رہے تھے؟

2۔ ماں نے بچوں کو کیا نصیحت کی تھی؟

3۔ شیاما نے نیند سے بیدار ہونے پر کیا دیکھا؟

4۔ شیاما کے چہرے کا رنگ کیوں اڑ گیا؟

شیامانے پوچھا ''بچے کہاں اڑ گئے بھیا؟''

کیشو نے افسوسناک لہجے میں کہا۔ ''انڈے تو پھوٹ گئے'' ''اور بچے کہاں گئے''

کیشو: تیرے سر میں۔ دیکھتی نہیں ہے۔ انڈوں میں سے اجلا اجلا پانی پانی نکل آیا ہے۔ وہی تو دو چار دن میں بچے بن جاتے!''

ماں نے چھڑی ہاتھ میں لئے پوچھا ''تم دونوں وہاں دھوپ میں کیا کر رہے ہو؟''

شیامانے کہا ''اماں چڑیا کے انڈے ٹوٹے پڑے ہیں''

ماں نے آکر ٹوٹے ہوئے انڈوں کو دیکھا اور غصہ سے بولی۔ ''تم لوگوں نے انڈوں کو چھوا ہوگا''

اب تو شیاما کو بھیاّ پر ذرا بھی ترس نہ آیا۔ اسی نے شاید انڈوں کو اس طرح رکھ دیا کہ وہ نیچے گر پڑے۔ اس کی اسے سزا ملنی چاہیے۔

بولی:

''انہوں نے انڈوں کو چھیڑا تھا ماں''

ماں نے کیشو سے پوچھا ''کیوں رے؟'' کیشو بھیگی بلی بنا کھڑا رہا۔

ماں: ''تو وہاں پہنچا کیسے؟''

شیاما: چوکی پر اسٹول رکھ کر چڑھے تھے ماں

کیشو: تو اسٹول تھامے نہیں کھڑی تھی؟''

شیاما: تم ہی نے تو کہا تھا

ماں: تو اتنا بڑا ہوا۔ تجھے اتنا بھی نہیں معلوم کہ چھونے سے چڑیوں کے انڈے گندے ہو جاتے ہیں۔ چڑیا پھر انہیں نہیں سیتی۔

شیامانے ڈرتے ڈرتے پوچھا ''تو کیا چڑیا نے انڈے گرا دیئے ہیں ماں!''

ماں: اور کیا کرتی۔ کیشو کے سر اس کا پاپ پڑے گا۔ ہا۔ ہا!

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔

تین جانیں لے لیں۔ کیشو روتی صورت بنا کر بولا۔

''میں نے تو صرف انڈوں کو گدی پر رکھ دیا تھا ماں!''

ماں کو ہنسی آ گئی۔

مگر کیشو کو کئی دنوں تک اپنی غلطی پر افسوس ہوتا رہا۔ انڈوں کی حفاظت کرنے کی خواہش میں اس نے ان کا ستیاناس کر ڈالا۔ اپنی اس غلطی کو یاد کر کے وہ کبھی کبھی رو پڑتا تھا۔ دونوں چڑیاں وہاں پھر دکھائی نہ دیں۔

سوچیے۔ بولیے :۔

1۔ شیاما نے بھائی سے کیا پوچھا؟
2۔ ماں سے شیاما نے کس کی شکایت کی؟
3۔ ماں نے دونوں بچوں کو کیا سمجھایا؟

یہ کیجیے

I سمجھنا، اظہار خیال کرنا

سنیے سمجھ کر بولیے

(الف) ذیل میں دیے گئے جملوں پر گفتگو کیجیے۔

1۔ سبق میں آپ کو کونسا کردار پسند آیا اور کیوں؟
2۔ ''نادان دوست سے دانا دشمن بہتر ہے'' اس کہاوت پر اظہار خیال کیجیے۔

روانی سے پڑھنا۔فہم حاصل کرنا

(الف) سبق کی بنیاد پر ذیل کا جملہ کس پیرا گراف میں آیا ہے جدول میں لکھیے ۔

جملے	پیرا گراف کا نمبر
1) شیاما کہتی: ''کیوں بھیا! بچے نکل کر پھر سے اڑ جائیں گے نا؟''	
2) ''پکڑو ورنہ اتر کر بہت ماروں گا''	
3) دونوں پرندے بار بار کارنس پر آتے تھے۔	
4) کیشو: تیرے سر میں۔دیکھتی نہیں ہے۔	

(ب) ذیل میں دیا گیا منظر پڑھ کر آپس میں تبصرہ کیجیے/گفتگو لکھیے ۔

کیشو گھبرا کر اٹھا اور دوڑتا ہوا باہر آیا۔کیا دیکھتا ہے کہ تینوں انڈے نیچے ٹوٹے پڑے ہیں۔ان سے کوئی چونے کی سی چیز باہر نکل آئی ہے اور پانی کی پیالی بھی ایک طرف ٹوٹی پڑی ہے۔

(ج) ذیل کی نظم پڑھ کر نیچے دیئے ہوئے سوالات کے جوابات دیجیے۔

طائر کا یہ سن کلام صیاد — بن داموں ہوا غلام صیاد
بازو کے بند جو کھول ڈالے — طائر نے تڑپ کے پر نکالے
ایک شاخ پہ جا چہک کے بولا — کیوں پر مرا کیا سمجھ کے کھولا
ہمت نے میری مجھے اڑایا — غفلت نے تیری مجھے چھڑایا

1۔ طائر کے معنی لکھیے ؟
2۔ پرندہ بند کھولتے ہی کیسے اڑا؟
3۔ پرندہ اڑ کر کہاں جا بیٹھا؟
4۔ ہمت سے کس نے کام لیا،غفلت سے کس نے کام لیا؟

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔

II۔ اظہار مافی الضمیر ۔تخلیقی اظہار

خود لکھنا

(الف) درج ذیل سوالوں کے جواب پانچ جملوں میں لکھیے ۔

1۔ کیشو اور شیاما نے اپنے گھر کے کارنس پر کیا دیکھا اور کیا گفتگو کی؟

2۔ کیشو اور شیاما کی چڑیا سے ہمدردی کا کیا نتیجہ نکلا؟

3۔ شیاما کو کس بات پر غصہ آ رہا تھا؟

(ب) ذیل کے سوال کا جواب تفصیل سے لکھیے ۔

1۔ چڑیا کے لیے کیشو اور شیاما نے کیا کیا انتظامات کیے اور کس طرح ؟ تفصیل سے لکھیے ۔

تخلیقی اظہار / توصیف

(الف) ذیل کے کسی ایک عنوان پر مضمون لکھیے ۔

(1) ہندوستان کی عظمت (2) کثرت میں وحدت (3) قومی یکجہتی

یا

کیشو اور شیاما نے چڑیا کے ساتھ ہمدردی کی ۔ ان کی تعریف کرتے ہوئے چند جملے لکھیے ۔

III۔ زبان شناسی

لفظیات

(الف) کتابی جملے کے خط کشیدہ لفظ کے معنی ساتھ دیئے گئے جملے میں پڑھ کر تلاش کیجیے۔

1۔ دودھ اور جلیبی کی سدھ نہ تھی — بچے کھیل میں مصروف ہیں انہیں کھانے پینے کی فکر نہیں ہے

2۔ اپنے اپنے کاموں میں جٹ گئے — کارخانے میں ہر شخص اپنے اپنے کاموں میں لگ گیا

3۔ اتنے میں کوٹھری کا دروازہ کھلا — وہ کمرے کے اندر سے باہر آئی۔

4۔ باہر تیز لو چل رہی تھی — گرم ہواؤں سے ڈر کر میں نے دروازہ بند کرلیا۔

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔

(ب) ان محاوروں کو جملوں میں استعمال کیجیے۔

1۔ میں تیری چٹنی بنادوں گا۔ چٹنی بنانا ....

2۔ کیشو بھیگی بلی بنا کھڑا رہا۔ بھیگی بلی بننا ....

3۔ کیشو کے سر پاپ پڑے گا۔ سر پاپ پڑنا ....

4۔ دودھ جلیبی کی سدھ نہ ہونا۔ سدھ بدھ نہ رہنا ....

5۔ کام دھندوں سے فرصت نہ ہونا۔ فرصت نہ ہونا ....

(ج) ذیل کے الفاظ واحد ہوں تو جمع، جمع ہوں تو واحد بنائیے۔

پیالی ٹکڑا تنکے چوکی غلطی خواہش

قواعد

I ان جملوں کو پڑھیے اور خط کشیدہ الفاظ پر غور کیجیے۔

☆ حامد دوڑا ☆ اکبر لکھ رہا ہے ☆ شاہین کھا رہی ہے

ان جملوں میں خط کشیدہ الفاظ ''دوڑا، لکھ رہا ہے، کھا رہی ہے'' کسی کام کے ہونے کو ظاہر کر رہے ہیں۔

وہ کلمہ جو کسی کام کے کرنے یا ہونے کو ظاہر کرے ''فعل'' کہلاتا ہے۔

مشق: ذیل کے جملوں میں فعل کی نشاندہی کیجیے اور قوسین میں لکھیے۔

سعدیہ ہنس رہی ہے ( ) راشد لکھتا ہے ( )

شریف نے دوڑ لگائی ( ) حامد دیکھتا ہے ( )

II۔ ان جملوں کے خط کشیدہ الفاظ پر غور کیجیے۔

1۔ جنید نے خط لکھا 2۔ حامد اسکول جائے گا 3۔ لڑکے کھیل رہے ہیں

مندرجہ بالا جملوں میں خط کشیدہ الفاظ یعنی جنید، حامد، لڑکے کے ذریعہ کام انجام پا رہا ہے۔ اس طرح کام کے انجام دینے والے کو فاعل کہتے ہیں۔

جس سے کوئی فعل انجام پائے اس کو ''فاعل'' کہتے ہیں۔

مشق : ان جملوں میں فاعل کی نشاندہی کیجیے اور قوسین میں لکھیے۔

نور لکھ رہا ہے	( )	انور بھاگ رہا ہے	( )
سمیع سو رہا ہے	( )	مالی پھول توڑ رہا ہے۔	( )

III۔ ان جملوں کو پڑھیے اور خط کشیدہ الفاظ پر غور کیجیے۔

1۔ ثریا خط لکھ رہی ہے۔ 2۔ احمد نے حامد کو مارا 3۔ سلمیٰ سبزی کاٹ رہی ہے

ان جملوں میں خط، حامد اور سبزی کے اوپر فاعل (ثریا، احمد، سلمیٰ) کے فعل کا اثر پڑ رہا ہے۔

> وہ اسم جس پر فاعل کے فعل کا اثر ہو "مفعول" کہلاتا ہے۔

مشق: ان جملوں میں فعل فاعل اور مفعول کی نشاندہی کیجیے۔

حمیدہ کپڑے دھو رہی ہے۔	انور روٹی کھا رہا ہے۔
ہاتھی گنا کھا رہا ہے۔	عمران سبق پڑھ رہا ہے۔
صفیہ کھانا پکا رہی ہے۔	اکرم گانا گا رہا ہے۔

لسانی سرگرمیاں / منصوبہ کام

آپ کے مدرسے کی لائبریری سے کہانی کی کتابوں سے کسی ایک پرندے سے متعلق کہانی تلاش کر کے لکھیے اور کمرۂ جماعت میں پڑھ کر سنائیے۔

زرین قول

جو تمہیں دوست رکھتا ہے وہ تمہیں برائی سے روکے گا اور جو تمہیں دشمن رکھے گا وہ تمہیں برائی پر ابھارے گا۔

پڑھیے لطف اٹھائیے۔

بھولو

بھولو دن بھر کھیلتا رہتا تھا۔ وہ پڑھتا لکھتا تھا اور نہ کچھ کام ہی کرتا تھا۔ ایک دن اس کی ماں نے کہا ''دیکھو بیٹا! آج گھر میں کھانے کو کچھ بھی نہیں، اس لیے کام کر کے کچھ پیسے لاؤ''۔

بھولو بولا ''اچھا اماں! آج میں کام کر کے ضرور کچھ پیسے لاؤں گا۔''

وہ گھر سے باہر چلا گیا راستے میں اسے ایک کسان ملا۔ بھولو نے کسان سے پوچھا بھائی! مجھے کچھ کام دو گے؟ کسان نے کہا ''ہاں، ہاں! چلو میرے ساتھ'' بھولو نے دن بھر کسان کے ساتھ کھیت میں کام کیا۔ شام میں کسان نے اسے کچھ پیسے دیے وہ خوشی خوشی پیسے ہاتھ میں دبائے گھر لوٹا۔ لیکن راستے میں اچھل کود کی وجہ سے پیسے کہیں گر گئے۔ جب وہ گھر پہنچا تو ماں نے پوچھا ''بیٹا! پیسے لائے'' بولو بولا ہاں میں نے دن بھر ایک کسان کے کھیت میں کام کیا شام کو کسان نے مجھے پیسے دیے انہیں میں نے ہاتھ میں پکڑ لیا تھا، مگر وہ سب راستے ہی میں گر گئے۔'' ماں نے کہا ''اب تم جو کچھ بھی لانا جیب میں رکھ کر لانا''۔

اگلے دن پھر وہ کسان کے پاس کام کرنے پہنچا۔ اس دن کسان نے بھولو کو دودھ دیا، اس نے دودھ جیب میں ڈال لیا۔ شام میں جب وہ گھر لوٹا تو اس کی ماں نے پوچھا بیٹا! آج کیا لائے اس نے کہا آج مجھے دودھ ملا میں نے تمہارے کہنے پر اسے جیب میں ڈال لیا'' ماں نے اگلے دن اسے ایک بالٹی دی اور کہا آج تم جو کچھ بھی لاؤ اس بالٹی میں رکھ کر لاؤ'' کسان نے اس دن بھولو کو ایک مرغی دی بھولو نے مرغی بالٹی میں رکھ لی۔ کھیلتے کھیلتے وہ شام کو گھر پہنچا۔ گھر آ کر دیکھا تو مرغی بالٹی میں نہیں تھی۔ تنگ آ کر ماں نے کہا ''دیکھو بیٹا! تم جو کچھ بھی لاؤ'' اس کے پاؤں باندھ کر لایا کرو'' اس مرتبہ جب وہ کسان کے پاس پہنچا تو اس نے کہا اب تمہیں میرے کھیت میں ایک ہفتے تک کام کرنا پڑے گا۔ اگر تم راضی ہو تو تمہیں کافی اجرت دوں گا۔

بھولو جب اپنی ماں سے اس بات کا ذکر کیا تو وہ خوشی سے راضی ہو گئی۔

بھولو ایک ہفتے تک کسان کے کھیت میں کام کرتا رہا۔ کسان نے ایک ہفتے کو بعد بھولو کو ایک بکری دی۔ بھولو نے اس کے پیر باندھے اور گھر کو لے چلا۔ راستے میں بکری اچھلنے کودنے لگی۔ اس کے پیر کی رسی کھل گئی۔ وہ بھولو کی گود میں سے نکل کر بھاگنے ہی کو تھی بھولو نے اسے زور سے پکڑ لیا۔ اب اسے سمجھ آ گئی تھی۔ بکری کو دیکھ کر ماں بہت خوش ہوئی۔

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔

پڑھیے لطف اٹھائیے۔

صرف ایک داؤ

ایک شخص کشتی لڑنے کے فن میں مشہور تھا۔ وہ تین سو ساٹھ داؤ پیچ جانتا تھا اور ہر روز ان میں سے ایک داؤ کے ساتھ کشتی لڑتا تھا۔ ایک شاگرد پر وہ بہت مہربان تھا۔ اس کو تین سو انسٹھ داؤ سکھا دیے صرف ایک داؤ اپنے پاس رکھا۔ وہ نو جوان کچھ عرصہ میں زبردست پہلوان بن گیا اور دور دور تک اس کی شہرت پھیل گئی ملک بھر میں کسی پہلوان کو اس کا مقابلہ کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ ایک دفعہ اس نو جوان نے اپنی طاقت کے زعم میں بادشاہ وقت سے کہا کہ استاد کو مجھ پر جو فوقیت حاصل ہے وہ اس کی بزرگی اور تربیت کے حق کی وجہ سے ہے ورنہ قوت اور فن میں، میں اس سے کم نہیں ہوں۔ بادشاہ کو

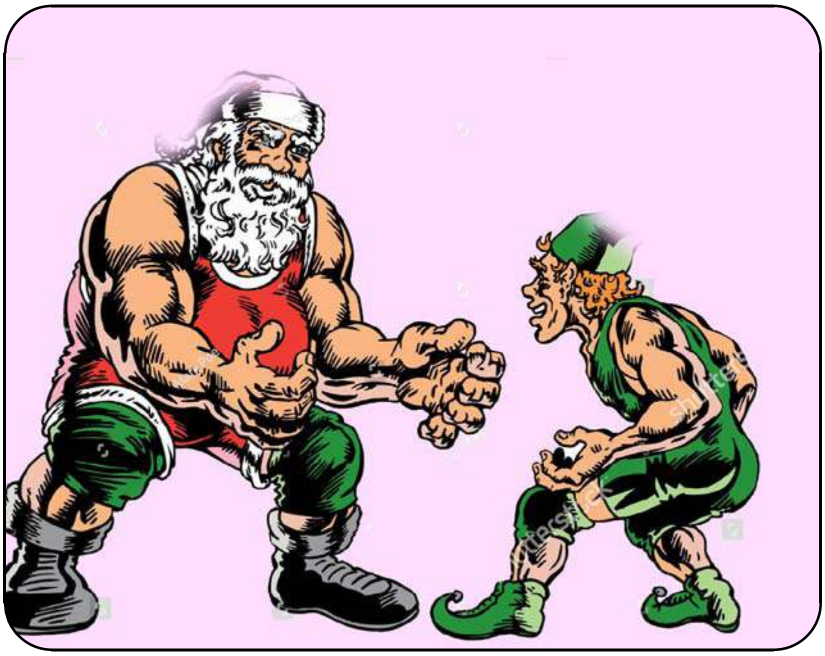

اس کی تعلّی پسند نہ آئی اور اس نے استاد اور شاگرد میں کشتی کرانے کا حکم دے دیا۔ مقررہ دن کو اس کشتی کے مقابلہ کے لیے شاہانہ انتظامات کیے گئے اور اسے دیکھنے کے لیے خود بادشاہ، حکومت کے عہدیدار، دربار کے افسر اور ملک بھر کے پہلوان جمع ہوئے۔ نو جوان مست ہاتھی کی طرح دنگل میں آیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ پہاڑ کو بھی اکھاڑ سکتا ہے۔ بوڑھا استاد سمجھ گیا کہ نو جوان شاگرد قوت میں اس سے بڑھ چکا ہے۔ تاہم وہ اس داؤ کا توڑ نہیں جانتا تھا۔ استاد نے اس کو دونوں ہاتھوں سے سر پر اٹھالیا اور پھر زمین پر پٹخ دیا۔ ہر طرف واہ واہ کا شور مچ گیا۔ بادشاہ نے استاد کو بیش بہا دولت اور انعام سے سرفراز کیا اور نو جوان کو ملامت کی کہ تو نے اپنے محسن استاد سے مقابلہ کیا اور ذلیل ہوا۔ اس نے کہا کہ جہاں پناہ استاد اپنی طاقت کی وجہ سے مجھ پر غالب نہیں آیا، بلکہ نے اس مجھ سے کشتی کا ایک پیچ چھپا رکھا تھا اور اسی پیچ کی وجہ سے جیت گیا۔